اداریہ

انٹاریو بلیو ہو گیا

گو کہ کینیڈا کے جھنڈے میں صرف سرخ رنگ اور سفید رنگ ہیں مگر اس کا اہم ترین صوبہ انٹاریو جہاں کینیڈا کا دارالخلافہ (آٹوہ) بھی ہے زیادہ تر بلیو رنگ سے سیراب ہوتا رہا ہے گو کہ پچھلے 16 سال تک انٹاریو میں لبرل حکومت تھی جس کا انتخابی رنگ کینیڈا کا قومی رنگوں کا امتزاج یعنی سرخ اور سفید ہے مگر تاریخ پر نظر ڈالیں تو صوبہ انٹاریو میں زیادہ تر کنزرویٹو حکومت رہی ہے یعنی بلیو رنگ چھایا رہا ہے، ساری دنیا میں ووٹرز زیادہ عرصہ رہ جانے والی حکومت سے تنگ آ کر نئی سیاسی پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں تا کہ تبدیلی آ سکے اور وہی انٹاریو میں بھی ہوتا رہا ہے بلکہ 1990 کے عشرے میں لوگوں نے ریڈ اینڈ وائٹ اور بلیو دونوں سے ناراض ہو کر این ڈی پی جو لیبر پارٹی جانی جاتی ہے کو حکومت سونپ دی تھی اس وقت این ڈی پی کے سربراہ جناب باب رے تھے جنھوں نے خوب جم کر 5 سال حکومت کی ان کو علم تھا کہ آئندہ 50 سال میں بھی دوبارہ این ڈی پی کو انٹاریو میں حکومت نہیں ملے گی لہٰذا انھوں نے الیکشن کروانے میں جلدی نہیں کی اور جاتے جاتے ہائی وے 407 فروخت کر گئے۔

16 سال تک اکثریتی حکومت میں رہنے والے انٹاریو لبرل لیڈرز کو اندازہ تھا کہ عوام ان کی پالیسیز سے خوش نہیں ہیں اور تبدیلی چاہتے ہیں مگر ان کو یہ اندازہ نہیں تھا 7 جون کے انتخابات کے بعد اتنی بُری حالت ہو گی کہ انٹاریو لبرل پارٹی کو آفیشل پارٹی Status برقرار رکھنے کیلئے پورے صوبے سے 8 نشستیں بھی نہیں ملیں گی، انٹاریو لبرل پارٹی نے الیکشن سے قبل ووٹرز کے دل جیتنے کیلئے کئی فوری اقدامات بھی کئے جن میں انٹاریو کی کم سے کم اجرت 15 ڈالر فی گھنٹہ کرنا بھی شامل تھا کرایہ داروں کے دل جیتنے کیلئے انٹاریو نے ایک نیا Lease معاہدہ 30 اپریل 2018 سے لاگو کیا تا کہ انٹاریو کے دو ملین کرایہ داروں کے ووٹس حاصل کئے جا سکیں مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی اور کوئی انتخابی حربہ کام نہ آیا اور انتخابی نتائج کے بعد انٹاریو لبرل پارٹی اپنا پارٹی Status بھی کھو چکی ہے عام طور پر کسی بھی پارٹی کے وزراء کے بارے میں یہ تاثر ہوتا ہے کہ وہ پارٹی لیڈرشپ کا حصہ ہیں اور مضبوط امیدوار ہیں مگر جب وہ خود بری طرح سے ہار جاتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ پارٹی جو انہیں مضبوط امیدوار سمجھ رہی تھی ووٹرز کی نظر میں وہ مضبوط امیدوار نہیں تھے 7 جون کے الیکشن نے انٹاریو لبرل پارٹی کے وزراء کا حشر نشر کر دیا اور کئی مضبوط ستون اس طرح گر گئے گویا وہ بہت کمزور امیدوار تھے جن میں آئندہ پارٹی کے سربراہ سمجھے جانے والے وزیر خزانہ چارلس سوسا اور انٹاریو کے اٹارنی جنرل یاسر نقوی بھی شامل ہیں خود سابق پریمیئر (دم تحریر قانونی طور پر وہ ابھی پریمیئر ہیں) کیتھلین ون اپنی سیٹ بمشکل بچا سکی ہیں۔

انٹاریو کے سیاسی حالات کو دیکھتے ہوئے ہم نے دو ماہ قبل ہی لکھ دیا تھا کہ ڈگ فورڈ کو اب انٹاریو کا پریمیئر بننے سے کوئی نہیں روک سکتا، الیکشن پولز بھی اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ آئندہ حکومت انٹاریو کی کنزرویٹو پارٹی کی ہو گی مگر دو ماہ قبل یہ اندازہ نہیں تھا کہ اکثریتی حکومتی پارٹی کی اتنی بُری حالت ہو جائیگی کہ 124 میں سے صرف 7 نشستیں انکا نصیب بنیں گی۔ جوں جوں الیکشن کا وقت قریب آتا گیا ووٹرز کی رائے بدلنے لگی اور پولز نے این ڈی پی کا گراف اتنا اوپر کر دیا کہ ایک وقت میں یہ بھی کہا جانے لگا کہ اب شاید انٹاریو کنزرویٹو اکثریتی حکومت نہ بنا سکیں این ڈی پی کا گراف اوپر جاتے ہی اس کی لیڈر اینڈریا ہارو تھ نے اعلان بھی کر دیا کہ وہ انٹاریو کنزرویٹو کے ساتھ مخلوط حکومت نہیں بنائیں گی گویا وہ اشارہ کر رہی تھیں کہ این ڈی پی انٹاریو لبرل کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنائے گی تا کہ وہ پریمیئر بن سکیں ادھر ذہنی طور پر تیار کنزرویٹو پارٹی کے لیڈر ڈگ فورڈ نے اپنی سیاسی سرگرمیاں مزید تیز کر دیں اور ٹھیک ٹھاک نشانے لگاتے ہوئے اسکولوں سے جنسی تعلیمات ختم کرنے، ٹیکس کم کرنے اور دوسرے پسندیدہ وعدے کرنے شروع کر دیئے تا کہ جو لوگ ابھی تک فیصلہ نہیں کر پائے کہ کس کو ووٹ دیں وہ کنزرویٹو کو ووٹ ڈال سکیں جوں جوں 7 جون قریب آ رہا تھا الیکشن پولز بدل رہے تھے اور ایک ہفتہ قبل یہ بات یقینی ہو گئی تھی کہ آئندہ حکومت کنزرویٹو ہی بنائیں گے یہ علم نہیں تھا کہ وہ 65 نشستیں لیکر سلم میجارٹی حکومت بنائیں گے یا شاید دوسری سیاسی جماعت کی مدد درکار ہو گی خیال تھا کہ 124 نشستوں میں این ڈی پی کو 50 نشستیں مل جائیں تو صورتحال بدل جائیگی مگر نتائج وہ نہیں نکلے جیسا سیاسی پنڈت سوچ رہے تھے اور جب رزلٹ آیا تو انٹاریو پورا کا پورا بلیو ہو چکا تھا 76 نشستیں لیکر ڈگ فورڈ کی کنزر ویٹو پارٹی اکثریتی پارٹی بن گئی اور وہ یقینی پریمیئر البتہ این ڈی پی اب بھی 40 نشستیں لیکر آفیشل اپوزیشن پارٹی بن گئی جو ایک خوش آئند بات تھی۔

ہم نے ہمیشہ لکھا اور کہا ہے کہ صوبائی اور وفاقی انتخابات میں امیدواروں کا مضبوط یا کمزور ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا ووٹرز عقل کے اندھے ہیں جو بجائے امیدواروں کی قابلیت دیکھنے کے پارٹی لیڈرز اور پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے ایسے امیدوار ممبرز آف پارلیمنٹ بن جاتے ہیں جن کو پارلیمنٹ کی شاید صحیح اسپیلنگ بھی نہیں آتی ہو سیدھا سادہ کھیل ہے کہ آپ 3 یا 4 ہزار ممبرز بنا لیں نامی نیشن جیت لیں اب سرخ یا بلیو ہوا چلے گی اور آپ کامیاب ہو جائیں گے یقین نہ آئے تو ذرا نظر ڈالئے ان الیکشن نتائج پر آپ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے کہ جو امیدوار کامیاب ہوئے ہیں ان کا نام بھی پہلے کسی نے نہیں سُنا تھا نہ انکو کوئی سیاسی تجربہ ہے نہ رضا کارانہ کام کرنے کا تجربہ اپنے ووٹرز کو وہ کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں خصوصاً مسی ساگا اور بریمپٹن کے امیدواروں کے نام پڑھیے، شکلیں غیر مانوس ہیں ان میں زیادہ تر اپنے ساؤتھ ایشین امیدوار تھے جنھوں نے تینوں بڑی پارٹیوں کے نامی نیشن جیتے ہوئے تھے ہارنے والا اگر خادم حسین تھا تو کامیاب ہونے والا علم دین، لہٰذا چت بھی ہماری اور پَٹ بھی ہماری۔

سیاسی پارٹیوں اور ان کے لیڈرز کی سوچ یہ ہے کہ الیکشن صرف نمبر گیم ہے ہمیں اکثریتی حکومت بنانے کیلئے 124 میں سے صرف 63 نشستیں چاہئیں اب اللہ دتہ جیتے یا سنگھ صاحب کوئی فرق نہیں پڑتا احکامات تو لیڈر ہی دیتا ہے لہٰذا اب اگر سنگھ صاحب کامیابی دلواتے ہیں یا خان صاحب تو ''سانوں کی''۔

جہاں اکثریتی حکومت سیاسی پارٹیوں کیلئے بہتر ہوتی ہے وہیں یہ عوام کیلئے بہتر نہیں ہوتی انٹاریو کے عوام نے 16 سال لبرل پارٹی کی اکثریت دیکھی ہے اور ان کے کارہائے نمایاں بھی جن کی وجہ سے ووٹر نے انکا تخت سے تختہ کر دیا کینیڈا میں یہ تماشہ اس سے قبل بھی ہو چکا ہے برٹش کولمبیا میں ہندوستانی نژاد پریمیئر اُجّل ڈوسنج مختصر عرصہ کیلئے NDP پارٹی کی طرف سے پریمیئر رہ چکے ہیں اور جوں ہی الیکشن ہوئے وہ بے چارے اپنی خود کی نشست بھی نہ جیت پائے اسی طرح وفاق میں سابق وزیر اعظم برائن ملرونی کی کنزرویٹو پارٹی حکومتی پارٹی تھی اور الیکشن کے بعد صرف 2 سیٹیں جیت سکی تھی سابق وزیر اعظم کریچیاں نے اس وقت تاریخی جملہ کہا تھا کہ جب پارٹی کی مقبولیت جوتے کے سائز کی رہ جائے تو اندازہ کر لیں کہ اس کا سیاسی مستقبل کیا ہے۔

Editor: Masood Khan
WWW.EASTERNNEWS.CA
224 Queen St. South # 144, Mississauga L5M 2B7
Pakistan Office: 42, Rehman Court, Plaza Square, Off: M.A. Jinnah Road Karachi Ph: 32727543